آنحضرتؐ نے اخوانکم کا کلمہ اس لئے مقدم فرمایا تاکہ آقا کو خادم کی اخوت و برادری کا پورا احساس ہو جائے۔

ما آمن بی من بات شبعان وجارہ جائع الی جانبہ وھو یعلم۔	وہ شخص مجھ پر ایمان نہیں رکھتا جو پیٹ بھر کر سو جائے اور اسے اپنے پڑوسی کی بھوک کا علم ہو۔

ایک دن آنحضرتؐ کے پاس ایک محتاج کپڑا مانگنے کے لئے حاضر ہوا۔ آپ نے سائل سے دریافت کیا کہ آپ کا پڑوسی نہیں۔ سائل نے کہا: حضور میرے کئی پڑوسی ہیں، آپ نے فرمایا:

فلا یجمع اللہ بینک وبینہ فی الجنۃ۔	پس اللہ ایسے پڑوسیوں کو جنت میں آپ کے ساتھ جمع نہیں ہونے دے گا۔

حدیث قدسی ہے:

ان اللہ عزّوجلّ یقول یوم القیامۃ یا ابن آدم مرضت فلم تعدنی فیقول ابن آدم یارب کیف اعودک وانت رب العالمین فیقول اللہ اما علمت ان عبدی فلاناً مرض فلم تعدہ اما انک لو عدتہ لو جدتنی عندہ یا ابن آدم استطعمتک فلم تطعمنی فیقول یارب کیف اطعمک وانت رب العالمین فیقول اللہ اما علمت ان عبدی فلاناً استطعمک فلم تطعمہ اما انک لو اطعمتہ لوجدت ذلک عندی یا ابن آدم استسقیتک فلم تسقنی فیقول یارب کیف اسقیک وانت رب العالمین فیقول استسقاک عبدی فلان فلم تسقہ اما انک لو سقیتہ لوجدت ذلک عندی۔ (مسلم)	اللہ تعالیٰ قیامت کے دن بنی آدم سے پوچھے گا میں بیمار ہوا تھا تو آپ نے میری عیادت نہ کی۔ پس بندہ عرض کریگا، اے میرے رب تیری عیادت کیسے کرتا جبکہ تو رب العالمین ہے۔ پس اللہ فرمائے گا تجھے معلوم نہیں، میرا فلاں بندہ بیمار ہوا تھا، آپ نے اسکی عیادت نہیں کی تھی۔ اگر آپ اسکی عیادت کرتے تو مجھے وہاں پاتے (یعنی میں اس عیادت کا اجر و ثواب دیتا)۔ اے فلاں! میں نے آپ سے کھانا مانگا تھا، پس آپ نے مجھے کھانا نہیں کھلایا بندہ عرض کرے گا، اے رب! میں کیسے آپ کو کھانا کھلاتا جبکہ آپ رب العالمین ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا، آپ کو معلوم نہیں کہ میرے فلاں بندہ نے آپ سے کھانا طلب کیا تھا تو آپ نے اسکو کھانا نہیں کھلایا۔ اگر آپ اسکو کھلاتے تو مجھے ضرور وہاں پاتے۔ اے فلاں! میں نے تجھ سے پانی مانگا تھا۔ آپ نے مجھے پانی نہیں دیا۔ بندہ عرض کریگا۔ اے مولیٰ! میں تجھے کیسے پلاتا جبکہ تو

رب العالمین ہے۔ اللہ فرمائے گا فلاں شخص نے آپ سے پانی طلب کیا تھا آپ نے اسکو پانی سے محروم رکھا اگر اسکو پانی پلاتے تو مجھے وہاں موجود پاتے۔

انما الصدقات للفقراء والمساکین۔ الآیۃ۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے، یقیناً زکوٰۃ اور صدقات واجبہ فقراء اور مساکین وغیرہ کیلئے ہیں، زکوٰۃ مالی نظام کا ایک شعبہ ہے، جو اللہ تعالیٰ نے اصحاب نصاب پر فرض کیا ہے، جو ان سے لیکر ناداروں میں بانٹا جاتا ہے۔ اسلام اگرچہ کسی فقیر کو غنی کا دست نگر بننے کا خوگر نہیں بناتا۔ سوال وگداگری کی بری عادت نہیں سکھاتا بلکہ اطیب ما اکلتم من کسبکم۔ (اپنی کمائی سے کھانا تمام کھانوں سے زیادہ طیب ولذیذ ہے۔) سے حلال کمائی کی ترغیب دیتا ہے۔ اسی طرح یہ روایت: ما اکل احد طعاماً قط خیراً من ان یاکل من عمل یدہ وان نبی اللہ داؤد کان یاکل من عمل یدہ۔ کسب حلال کی ترغیب دیتی ہے، مگر جبکہ انسانی آبادی میں مالداری اور فقیری لازم وملزوم ہیں۔ تاکہ ایک دوسرے کے کام آسکیں۔

نحن قسمنا بینھم معیشتھم فی الحیوٰۃ الدنیا۔ واللہ فضل بعضکم علی بعض فی الرزق۔ اس لئے متمول افراد کے سرمایہ میں ۱/۴۰ حصہ فقراء ومساکین کے لئے مقرر فرمایا۔ اور زکوٰۃ کے علاوہ دیگر صدقات بھی لازم کئے۔ ان فی المال حقاً سوی الزکاۃ۔ تاکہ سرمایہ دار اور مفلس میں باہمی ربط واتحاد قائم ہو۔ غریب کو محل عبادت بنایا۔ تاکہ امیر غریب کی تلاش کرتا رہے۔ جسطرح نماز پڑھنے کیلئے ہم مسجد جایا کرتے ہیں، اسی طرح زکوٰۃ وصدقات کی ادائیگی کے لئے فقیر کے پاس جانا ہوگا۔ اسلام نے ایسے سرمایہ داروں کی مذمت فرمائی ہے جو بےکسوں، محتاجوں کے کام نہیں آتے۔

والذین یکنزون الذھب والفضۃ ——— الخ　　جو لوگ سونا، چاندی کی ذخیرہ اندوزی کرتے ہیں اور اللہ کی راہ میں خرچ نہیں کرتے ان کو عذاب الیم کی بشارت دیدیں۔

الذی جمع مالاً وعددہ۔　　ہلاکت ہے اس شخص کیلئے جو مال ودولت کو جمع کرکے دن رات اسے گنتا رہے۔ اور اس کا عقیدہ ہو کہ یہ مال وزر اسے حیات جاودانی بخشے گا۔

اسلام ایسی سرمایہ داری کی اجازت نہیں دیتا، جس میں دولت کے پجاری ظلم وستم، رشوت، مزدوروں کی حق تلفی اور محتاجوں کے خون چوسنے میں عرفی کے اس شعر کے مصداق ہوں ؎

خرس باش وخوک باش یا سگ مردار باش　　ہرچہ باشی باش عرفی اندکے زردار باش

کی لایکون دولۃ بین الاغنیاء منکم کی آیت کریمہ سے اس قسم کی سرمایہ داری کی مذمت واضح و ظاہر ہے۔

قرآن و حدیث کو ذرا کھول کر دیکھو تو سہی، تمہیں روزِ روشن کی طرح واضح ہو جائے گا کہ اسلامی اصول ہوں یا مبادی، قوانین ہوں یا احکام سب میں مساوات ہی مساوات ہے۔ قرآن نے تمام انسانوں کو الذی خلقکم من نفس واحدۃ۔ (اللہ تعالیٰ نے تمہیں ایک نفس سے پیدا فرمایا) ایک ہی بشر کی اولاد ٹھہرایا۔ انما المؤمنون اخوۃ۔ مسلمان آپس میں بھائی بھائی ہیں۔

المسلم اخوا المسلم لا یخونہ ولا	مسلمان مسلمان کا بھائی ہے نہ تو اس کے ساتھ
یکذبہ ولا یخذلہ کل المسلم	خیانت کریگا نہ اسے جھٹلائیگا۔ اور نہ رسوا کریگا
علی المسلم حرام عرضہ ومالہ	ایک مسلمان کلی طور پر دوسرے پر حرام ہے۔
ودمہ۔ الخ	

یعنی ایک مسلمان کی عزت، مال و دولت، خون وغیرہ دوسرے مسلمانوں پر حرام ہے، پس وہ نہ کسی کو مارے گا، نہ کسی کی آبرو ریزی کریگا۔

مسلمان فقیر ہو یا امیر، کروڑپتی ہو یا دانے دانے کا محتاج، سب کے سینوں میں توحید و اسلام کی وحدت موجزن ہے۔ دینی احکام ہوں یا تعزیرات سب میں مساوات کا قانون نمایاں ہے۔ مثلاً نماز کو لیجئے، یہ تمام اولادِ آدم کو ایک ہی صف میں ایک ہی جانب، ایک ہی ہیئت کے ساتھ کھڑے ہونے کی دعوت دیتا ہے۔ مسجد میں جا کہ نہ کسی امیر و بادشاہ کیلئے کوئی خاص ممتاز محل مقرر ہے، اور نہ کسی فقیر و گدا کو صفِ اوّل میں قیام کی ممانعت ہے، روزے میں سب یکساں، زکوٰۃ ادنیٰ متمول اور اعلیٰ درجہ غنی پر یکساں فرض ہے، ہر ایک کے مال سے لیا جائیگا۔ حج میں سب کے لئے ایک وضع قطع کا لباس، ایک ہی صدائے لبیک، ایک ہی کعبہ کا طواف، قوانین تعزیرات، زنا، چوری، لوٹ کھسوٹ، رشوت، قتل، شراب نوشی وغیرہ کی سزائیں امیر و غریب کے لئے یکساں ہیں۔ کیا سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے بنی مخزوم کی اس عورت کو اسامہ بن زید رض کی سفارش پر چھوڑ دیا تھا جسکو چوری کے الزام میں گرفتار کر لیا گیا تھا۔؟ آنحضرت ص نے تو غصہ ہو کر فرمایا: تم حدود اللہ میں سفارش کی جرأت کر رہے ہو۔!

اسلام نے خلیفہ و حاکم کو اپنی ماتحت رعایا کے ساتھ حسن سلوک و مشفقانہ برتاؤ کے

احکامات جاری کئے ہیں، وہ دنیا کے کسی لا میں موجود نہیں، ان ہدایات کی روشنی میں صحابہ کرام، تابعین عظام اور ہر طبقے کے سلاطین مجاہدین نے مراکش سے ییکر چین تک بسنے والے انسانوں کو مساوات کی حیات سے نوازا۔ اور اپنی مصلحانہ و عادلانہ روش سے انسانیت کے بکھرے ہوئے کروڑوں نفوس کو رشتۂ اسلام میں پرو دیا۔ عرب و عجم، ترکی و رومی، عراقی و ایرانی، یمنی و حجازی، پاکستانی و افغانی، کالے و سفید کو صبغۃ اللہ ومن احسن من اللہ صبغۃ کے رنگ میں یک جسم و جان کر دیا۔

خلفاء راشدین کی منصفانہ خلافت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت طیبہ کا عکس ہے حضور اکرم مجسمۂ رحمت تھے۔ فبما رحمۃ من اللہ لنت لھم ولو کنت فظاً غلیظ القلب لانفضوا من حولک۔ (پس خدا کی خصوصی رحمت کے بدولت آپ ان کو نرم خو بنے۔ اور اگر آپ ترش و سنگدل ہوتے تو یہ ساتھی آپ کی صحبت سے کنارہ کش ہو جاتے۔)

حضورؐ کے صحابہؓ بھی امت کیلئے رحمت بنے۔ حضرت ابوبکر خلیفہ منتخب ہونے کے بعد ان یتیم بچیوں کے گھر جا کر ان کی بکریاں دوھتے رہے، جن کے باپ غزوات میں شہید ہو گئے تھے۔ ایک دن صدیق اکبرؓ کی بیوی نے حلوا پکانے کا شوق ظاہر کیا تو فرمایا کہ مسلمانوں کا بیت المال خلیفہ کے عیش و عشرت کیلئے نہیں۔ خلیفہ ثانی حضرت عمرؓ رات کو مدینہ کی گلیوں میں گشت لگایا کرتے تھے۔ تاکہ اہل مدینہ کی ضروریات سے آگاہی حاصل کر کے ان کی حوائج پوری کریں۔ ایک دفعہ بازار میں ایک کمزور یہودی کو دیکھا جو دکانداروں سے بھیک مانگ رہا تھا۔ فرمایا بڑے میاں کیا کر رہے ہو۔؟ بوڑھے نے دیکھ کر کہا: اپنا پیٹ بھرنے اور جزیہ ادا کرنے کیلئے دست سوال دراز کیا ہے۔ آپ نے بوڑھے کا ہاتھ پکڑا، اپنے گھر لے جا کر اسے کھانا کھلایا، پھر بیت المال کے خزانچی کے پاس جا کر حکم دیا کہ آئندہ اس بوڑھے اور اس قسم کے تمام ضعفاء سے جزیہ نہ لیں اور بیت المال سے اس قسم کے محتاجوں کو اتنا وظیفہ دیا کریں، جو ان کے اہل و عیال کے بسر اوقات کے لئے کافی ہو۔

ایک دفعہ حضرت عمرؓ کی نگاہ ایک نحیف معصوم بچی پر پڑی۔ فرمایا کہ یہ کس کی بچی ہے جو نقاہت سے اٹھ نہیں سکتی۔ بیٹے "عبداللہ" نے عرض کیا: جناب یہ میری بچی ہے۔ کہا: کیوں کمزور ہے۔ بیٹے نے کہا کہ آپ نے ہمارے وظیفہ میں اضافہ نہیں کیا۔ اس لئے ان بچوں کا یہی عالم ہے، باپ نے کہا خدا کی قسم، بیت المال سے جو ایک عام مسلمان کے لئے وظیفہ مقرر ہے وہ خلیفہ اور خلیفہ کے اقارب

کے لئے بھی مقرر ہے، میں اس میں اپنی طرف سے ایک کوڑی کا اضافہ نہیں کر سکتا۔ چاہے آپ کے لئے کافی ہو یا نہ ہو۔ قانونِ خداوندی کا یہ فیصلہ میرے اور تیرے درمیان ایک جیسا ہے۔

سنہ ھ میں جب قحط پڑا تو حضرت عمرؓ زیتون کا استعمال کرنے لگے۔ پیٹ میں جب زیتون کے مسلسل استعمال سے درد کی شکایت محسوس ہونے لگی تو آپ نے پیٹ کو مخاطب کر کے فرمایا "ملک میں جب تک قحط رہے گا، آپ کو زیتون ہی ملے گا" اسی قحط کے دوران جب اپنے بیٹے کو خربوزہ کھاتے ہوئے دیکھا تو سخت رنجیدہ ہو کر فرمانے لگے۔ ہمارے بھائی بھوک سے مر رہے ہیں اور تم خربوزہ کھا رہے ہو ——— حضرت فاروقؓ جب انتہائی نحیف ہوئے تو بعض صحابہؓ نے مرغن خوراک کھانے کا مشورہ دیا۔ فرمایا: میں اپنے اسلاف (حضرت محمدؐ حضرت ابوبکرؓ) کی سنت کیسے چھوڑوں۔

عن ابن عمر قال اھدی لرجل من اصحاب رسول اللہؐ راس شاۃ فقال فلان احوج من الیہ فبعث بہ الیہ فبعث ذلک الانسان الی آخر فلم یزل یبعثہ بہ واحد الی آخر حتی رجع الی الاول بعد ان تداولتہ سبعۃ۔	ابن عمر فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ ایک صحابی کو بکری کا سر بطور ہدیہ بھیجا گیا۔ اس نے وہ سر دوسرے صحابی کو بھیجا ہو کہ اس سے زیادہ مستحق تھا۔ اس دوسرے نے تیسرے کو۔ یہاں تک کہ وہ سات صحابیوں کے پاس سے ہو کر آخر کار اس صحابی کے پاس پہنچا جس نے پہلی دفعہ اپنے پڑوسی کو ہدیہ کیا تھا۔

سید الطائفہ حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

لقد عھدت المسلمین وان الرجل منھم یصبح فیقول یا اھلیہ یا اھلیہ یتیمکم یتیمکم۔ الخ	میں نے مسلمانوں کا ایسا زمانہ دیکھا ہے جس میں ہر ایک مسلمان صبح اٹھ کر اپنے گھر والوں سے یتیم و مسکین اور پڑوسی کے بارے میں دریافت کرتا کہ ان حقداروں کے حقوق ادا کر دئے ہیں یا نہیں۔

ان مختصر قصہائے پارینہ سے "قیاس کن ز گلستان من بہار مرا" اسلامی مساوات، اخوت، رحمدلی، غرباء پروری کے زرین اسباق ہمیں ملتے ہیں۔ اگر اس ملک میں ارباب حکومت اور رعیت دونوں متفقہ طور پر اسلامی نظام کو اپنالیں تو نہ فقیری کیمونزم کو دعوت دے سکتی ہے، اور نہ امیری مذموم سرمایہ داری کا سبب بن سکتی ہے۔ فاعتبروا یا اولی الابصار۔

سمیع الحق
۱۸ محرم الحرام ۱۳۸۹ھ